S-2002-2-1-7

عدالت عظمیٰ رپورٹس　　2002　　ایس یو پی پی 2 ایس سی آر

دھلی انتظامیہ (اب دھلی کا این سی ٹی)

بنام۔

منوھر لال

29 اگست 2002

ڈوریسوامی راجو اور شیوراج وی پاٹل، جسٹسز۔

ضابطہ فوجداری 1973 - دفعہ 433 (ڈی) - سزا کی تخفیف - کا اختیار - ٹرائل کورٹ نے قانون برائے روک تھام ملاوٹ شدہ خوراک 1954 کے تحت مجرم پایا اور سزا دی - پہلی اپیلٹ کورٹ نے اس بات کی تصدیق کی - عدالت عالیہ نے سزا کو کم کر دیا اور حکومت کو لازمی ہدایات جاری کیں - درست ہونا - منعقد ہوا، عدالت عالیہ اس وقت اختیارات نہیں سنبھال سکتی جب قانون خاص طور پر اسے مناسب حکومت کو سونپتا ہے - قانون برائے روک تھام ملاوٹ شدہ خوراک 1954۔

پیشگی - میکانکی طور پر لاگو نہیں کیا جانا - عدالتیں تناسب کا پتہ لگانے، قانون کا پتہ لگانے اور پھر اسے اپنے سامنے کے مقدمات میں مناسب طریقے سے لاگو کرنے کے لیے۔

جواب دہندہ کو قانون برائے روک تھام ملاوٹ شدہ خوراک 1954 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا اور سزا سنائی گئی۔ پہلی اپیلٹ عدالت نے اثباتِ جُرم کو برقرار رکھا اور جواب دہندہ کو اثباتِ جُرم میں تبدیلی کا فائدہ دینے سے انکار کر دیا۔ جواب دہندہ نے اثباتِ جُرم کے حکم کو چیلنج کیا لیکن اثباتِ جُرم کو نہیں۔ عدالت عالیہ نے سنتوش کمار کے مقدمے اور ریاست کے وکیل کے بیان پر بھروسہ کرتے ہوئے تسلیم کیا کہ ہاتھ میں موجود مقدمہ سنتوش کمار کے مقدمے سے ملتا جلتا ہے جس نے دفعہ 433 (ڈی) سی آر پی سی کے تحت سزا کو کم کرنے کا فائدہ دیا۔ اور جواب دہندہ کو 20000 ٹرائل کورٹ میں 20,000 روپے روپے جرمانے کے طور پر جمع کرنے کی ہدایت کیا اور حکومت کو اس طرح کے جمع کے بارے میں مطلع کریں۔

اس عدالت میں اپیل میں، ریاست نے دعوی کیا کہ عدالت عالیہ اثباتِ جُرم کو تبدیل کرنے کا حکم نہیں دے سکتی، ایک بار جواب دہندہ کی اثباتِ جُرم کو برقرار رکھنے کے بعد اور عائد کی گئی اثباتِ جُرم میں کوئی دائرہ اختیار یا کسی بھی قسم کی غلطی بھی نہیں پائی گئی اور یہ کہ کھانے میں ملاوٹ کا جرم ایک سماجی برائی ہے اور جب مقننہ نے دی گئی خلاف ورزی کے لیے کم از کم اثباتِ جُرم کا حکم دیا ہے، تو قانون سازی کے ارادے کو پامال کرنے کے نتیجے میں تبدیلی کا حکم دینا مناسب نہیں ہوگا۔

اپیل کو نمٹاتے ہوئے عدالت نے کہا:

1.1 عدالت عالیہ محض عدالتی ہم آہنگی اور ملکیت کے تحفظات سے متاثر ہوئی اور یہ دیکھنے میں ناکام رہی کہ صرف اس وجہ سے کہ اس عدالت نے کچھ دوسرے معاملات میں ہدایات جاری کی ہیں، ان دوسرے معاملات میں حقیقت کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے، مکمل انصاف کرنے کے لیے اپنے بلاشبہ موروثی اور مکمل اختیارات کے مطلوبہ استعمال میں، یہاں تک کہ تکنیکی پہلوؤں کو بھی نظرانداز کرتے ہوئے، عدالت عالیہ، فوجداری قوانین کے تحت قانونی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، وہی یا اسی طرح کے کام کرنے کے اختیارات یا دائرہ اختیار کو خود سنبھالنے کے متحمل نہیں ہوسکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالت عالیہ اور ملک کی دیگر تمام عدالتیں اس عدالت کے اعلان کردہ قانون پر عمل کرنے اور اس کا اطلاق کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، لیکن یہ انہیں فیصلے کے تناسب کا پتہ لگانے اور قانون کا پتہ لگانے کی ذمہ داری اور ذمہ داری سے آزاد نہیں کرتا، اگر کوئی ہو، تو اس طرح متعلقہ فیصلے کو احتیاط سے پڑھنے سے اعلان کیا گیا اور اس کے بعد ہی اسے ان کے سامنے موجود مقدمات پر مناسب طریقے سے لاگو کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ (5-ایف-ایچ؛6-اے):

1.2. سنتوش کمار اور این سکومارن نائر کے مقدمات میں کوئی قانون کا اعلان نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی اصول یا قانون کے سوال کا فیصلہ یا تعین کیا گیا ہے اور اس عدالت نے خصوصی حالات میں اس معاملے کو نمٹانے کے لیے کچھ ہدایات دی ہیں۔ معمول کے معاملے کے طور پر، کسی بھی یا تمام عدالتوں کے سامنے آنے والے تمام مقدمات کو مستقبل کے ایسے تمام مقدمات میں بھی ایک عالمگیر اور غیر متغیر حل کے طور پر نمٹانے کے لیے اسے میکانکی طور پر ایک عمومی فارمولے کے طور پر نہیں اپنایا جا سکتا تھا۔ اس طرح، عدالت عالیہ کے پاس فرسٹ اپیلیٹ کورٹ کے نتیجے میں خلل ڈالنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔ 16-اے-سی)

سنتوش کمار بنام میونسپل کارپوریشن اور این آر۔، (2000) 9 ایس سی سی 151=2000 فوجداری ایل جے 2777 اور این سکومارن نائر بنام فوڈ انسپکٹر، میولیکارا، (1997) 9 ایس سی سی 101، کا حوالہ دیا گیا ہے۔

2.1. فوری معاملے میں، عدالت عالیہ نے سزا کو تبدیل کر دیا اور حکومت کو ایک لازمی ہدایت جاری کی جس میں اس کے پاس دفعہ 433 (ڈی) سی آر پی سی کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے کی کوئی صوابدید یا آزادی نہیں چھوڑی گئی تھی، یہ ریاست کے بقیہ خودمختار اختیار کا حصہ ہے، سوائے اس کے کہ عدالت کی طرف سے مخصوص جرمانے کی رقم کی ادائیگی پر 'اسے باضابطہ' کیا جائے۔ یہ اور کچھ نہیں بلکہ ایسے اختیارات کو سنبھالنا ہے جہاں عدالت عالیہ کے لیے کوئی نہیں ہے اور جہاں متعلقہ قانون اسے خاص طور پر صرف مناسب حکومت کو سونپتا ہے۔ (16-جی-ایچ)

ریاست پنجاب بنام کیسر سنگھ۔ (1996) 5 ایس سی سی 495، پر انحصار کیا۔

2.2 یہاں تک کہ مناسب حکومت بھی، معمول کے مطابق، اپنی میٹھی مرضی، خوشی اور خواہش یا پسند پر اس طرح کے اختیارات کے استعمال میں ملوث نہیں ہوسکتی ہے۔ دفعہ 433 سی آر پی سی کے تحت مناسب حکومت کو دیے گئے اختیارات کا استعمال قوانین اور قائم کردہ اصولوں کے مطابق معقول اور عقلی طور پر کیا جانا چاہیے، قانون کے مقصد کے لیے ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا عائد کی گئی ہے، تبدیلی کے لیے ضروری تعزیری حقائق، اور معاشرے

اور مفادِ عامہ کے مفادات۔ قانون کے ذریعے کسی عوامی اختیار میں موجود کسی بھی اختیار کے استعمال کو ہمیشہ اعتماد کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، اس کے ساتھ ساتھ وسیع تر عوامی اور سماجی مفاد میں بھی اس کا استعمال کرنا فرض ہے۔ جب متعلقہ مقنّنہ نے کسی دی گئی صورت حال میں کم از کم سزا کے نفاذ کا حکم دینے کا انتخاب کیا ہے، تو مناسب حکومت کی ذمہ داری اور زائد بڑھ جاتی ہے اور دفعہ 433، سی آر پی سی کے تحت اختیار کو بڑی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا پڑ سکتا ہے۔ بصورت دیگر، قانون سازی ایگزیکٹو کی خواہش پر محض ایک مردہ قانون بن سکتی ہے۔(7-اے۔-سی)

2.3. اس فیصلے کا مطلب کسی ملزم کو پہلے سے دیے گئے فائدے، اگر کوئی ہوں، کو چھیننا نہیں ہوگا، جو کہ پہلے کے فیصلوں پر عمل کرنے کے لیے ہے۔ فوری معاملے میں ملزم نے 20000 روپے کی رقم بھیجی ہے۔ اس سے نمٹتے ہوئے اور ایسے معاملات جہاں عدالتوں کے ذریعے پہلے ہی احکامات جاری کیے جا چکے ہیں، کم از کم مناسب حکومت متعلقہ ملزموں کو راحت فراہم کرنے کے لیے بہتر کام کرے گی۔ اگر، کسی بھی صورت میں، حکومت کی طرف سے، اپنی صوابدید پر، ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا ہے، تو یہ ہمیشہ متعلقہ حکومت کے لیے کھلا ہے کہ وہ یا تو اسی عدالت یا اپیلٹ/نظرثانی فورم کو احکامات میں ترمیم کے لیے منتقل کرے تاکہ معاملہ مناسب حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے، جسے قانون کے مطابق استعمال کیا جائے۔(7-ڈی-ایف)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار: 2002 کی فوجداری اپیل نمبر 863۔

فوجداری R.P نمبر 188 آف 2001 میں دہلی عدالت عالیہ کے 24.4.2001 کے فیصلے اور حکم سے۔

ہریش این سالوے، سالیسیٹر جنرل، رنجی کمار، ارون کے سنگھ، (این پی)، محترمہ اوشا مان، سدھارتھ چودھری، ڈی ایس مہرا اور محترمہ بنوتمتا حاضر فریقین کی طرف سے۔

عدالت کا فیصلہ سنایا گیا

ڈی۔راجو، جسٹس: اجازت دی گئی۔

جواب دہندہ کو میٹروپولیٹن مجسٹریٹ، نئی دہلی کے ذریعے 1994 کے مقدمہ نمبر 42 میں 9.5.2000 پر قانون برائے روک تھام ملاوٹ شدہ خوراک 1954 (جسے اس کے بعد 'ایکٹ' کہا گیا ہے) کی دفعہ (j),(a)(ia)2، کی خلاف ورزی کے لیے دفعہ 7 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 16 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد، 12.5.2000 پر اسے ایک سال کے لیے قیدِ محض کی سزا سنائی گئی، اس کے علاوہ 2000 روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا گیا۔ جس کی ادائیگی نہ کرنے پر ایک ماہ کے لیے قیدِ محض کی مزید سزا ہوگی۔ اس کے بعد جواب دہندہ اپیل پر چلا گیا اور ایڈیشنل سیشن جج، نئی دہلی نے 2000 کی فوجداری اپیل میں اپنے فیصلے کے ذریعے ٹرائل کورٹ کے نتائج کی تصدیق کی کہ جرم مناسب اور کافی مواد کی بنیاد پر صحیح طریقے سے ثابت ہوا ہے اور اس کے نتیجے میں اثباتِ جُرم کو برقرار رکھا گیا ہے۔ جہاں تک سزا کے سوال کا تعلق ہے، فوجداری توضیع اخلاق کی دفعہ 433 (ڈی) کے فائدے کے لیے کیے گئے دعوے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، اپیلٹ جج نے اس خیال پر راحت دینا ممکن نہیں پایا کہ مذکورہ شق کے تحت منتقلی کا اختیار ریاستی حکومت کے پاس ہے اور 1996 (2) ایف اے سی 187 اس عدالت کے ذریعے، اپنے اختیارِ اصلی کا استعمال کرتے ہوئے میں بنائے گئے کورس کو اپنانا اس کے لیے جائز نہیں تھا۔ اس طرح ٹرائل کورٹ کی

طرف سے دی گئی سزا کی بھی تصدیق ہوگئی۔

ناراض ہوکر، جواب دہندہ نے 2001 کی فوجداری نظر ثانی کی درخواست نمبر 188 میں عدالت عالیہ کے سامنے نظر ثانی پر معاملے کی پیروی کی۔ جواب دہندہ کی اثباتِ جُرم کو جواب دہندہ نے عدالت عالیہ کے سامنے چیلنج نہیں کیا تھا۔ جہاں تک سزا کا تعلق ہے، ڈائریکٹر، سنٹرل فوڈ لیبارٹری کے سَرٹیفکیٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے، جس میں یہ پایا گیا تھا کہ رنگین مادے سے صحت کو کوئی نقصان نہیں پہنچا تھا اور اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے 2000 کے فوجداری اپیل جے 2777 میں رپورٹ کیا گیا تھا، جس میں اس عدالت کی طرف سے حکومت کو دفعہ 433 سی آر پی سی کے تحت ہدایت جاری کی گئی تھی۔ دفعہ 433 (ڈی) سی آر پی سی کا فائدہ جس میں جواب دہندہ کے لیے دعوی کیا گیا تھا۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ریاست کے وکیل کی طرف سے دی گئی رعایت کو مدنظر رکھتے ہوئے، عدالت عالیہ کے فاضل جج نے سزا کے تبادلے کے فائدے میں توسیع کرنے پر آمادہ محسوس کیا، جیسا کہ دفعہ 433 (ڈی) سی آر پی سی کے تحت تصور کیا گیا ہے۔ اور جواب دہندہ کو ٹرائل کورٹ میں 20000 روپے جرمانہ جمع کرنے کی ہدایت کی۔ قید کی سزا کو تبدیل کرنے میں اور دفعہ 433 (ڈی) سی آر پی سی کے تحت مناسب احکامات جاری کرکے معاملے کو باضابطہ بنانے کے لیے حکومت کو اس طرح کے ڈپازٹ سے آگاہ کرنا۔ یہ بھی حکم دیا گیا کہ جرمانے کی رقم جمع کرنے پر عائد کی گئی قید کی سزا معطل رہے گی۔ عدالت عالیہ کے اس حکم کے خلاف ناراض 24.4.2001 یہ اپیل دہلی انتظامیہ کی طرف سے دائر کی گئی ہے۔

اپیل کنندہ کی طرف سے پیش ہوئے فاضل سالیسیٹر جنرل نے دلیل دی کہ عدالت عالیہ اثباتِ جُرم کو تبدیل کرنے کا حکم نہیں دے سکتی، ایک بار جب جواب دہندہ کی اثباتِ جُرم کو برقرار رکھا جاتا ہے اور عائد اثباتِ جُرم میں کوئی دائرہ اختیار یا کسی قسم کی غلطی بھی نہیں پائی جاتی ہے۔ ریاست پنجاب بنام کیسر سنگھ، (1996) 5 ایس سی سی 495 میں رپورٹ کردہ اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کرتے ہوئے، اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ دفعہ 433 سی آر پی سی کے تحت ریاستی حکومت کو اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی صوابدید پر استعمال کرے اور یہ عدالت عالیہ کا کام نہیں ہے کہ وہ تبادلے کا حکم جاری کرے اور ریاستی حکومت کو عدالت کی طرف سے متعین جرمانے کی رقم جمع کرنے پر اسے باضابطہ بنانے کی ہدایت کرے۔ فاضل سالیسیٹر جنرل نے مزید دلیل دی کہ خوراک میں ملاوٹ کا جرم ایک سماجی برائی ہے اور جب مقنّنہ نے اس کے پیش نظر، خلاف ورزی کے لیے کم از کم سزا کا حکم دیا ہے، تو قانون سازی کے ارادے کو پامال کرنے کے نتیجے میں تبدیلی کا حکم دینا مناسب نہیں ہوگا۔ نئی دہلی زائد ملک کے دیگر مقامات پر بڑی تعداد میں منظور کیے گئے اس نوعیت کے احکامات کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ سماجی برائی کو روکنے کے لیے قانون کی دفعات کے موثر نفاذ میں شدید رکاوٹ پیدا کررہے ہیں، جس کے معاشرے پر مزید وسیع اثرات مرتب ہوتے ہیں، جواب دہندہ کی طرف سے مساوی طاقت زائد شدت کے ساتھ پیش ہوئے فاضل وکیل، شری رنجیت کمار نے دعوی کیا کہ ایک بار جب نام نہاد ملاوٹ کو صحت کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھا جاتا ہے، تو عدالت عالیہ کے ذریعے اپنائے گئے نصاب میں کچھ بھی غیر قانونی نہیں ہے، زائد اس عدالت کے پہلے فیصلوں کے بعد این سکومارن نائر بنام فوڈ انسپکٹر، ماولیکارا، (1997) 9 ایس سی سی 101 زائد سنتوش کمار بنام میونسپل کارپوریشن زائد این آر، (2000) 9 ایس سی سی 151، میں رپورٹ کیا گیا ہے خاص طور پر جب عدالت عالیہ میں ریاست

کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ معاملہ اسی طرح کا ہے۔ یہ بھی پیش کیا گیا کہ) جواب دہندہ نے اس کے بعد سے 20000 رقم بھیج دی ہے اور عدالت عالیہ کے حکم کو قائم رہنے کی اجازت دینے اور حکومت کی طرف سے قید کی سزا کو

جرمانے میں تبدیل کرنے کے احکامات جاری کرنے سے انصاف کے مفادات کو نقصان نہیں پہنچے گا، جیسا کہ عدالت عالیہ نے اشارہ کیا ہے۔

ہم نے دونوں طرف سے پیش ہونے والے فاضل وکیل کی عرضیوں پر غور سے غور کیا ہے۔ بظاہر، عدالت عالیہ میں فاضل جج محض عدالتی ہم آہنگی اور استحقاق کے تحفظات سے متاثر ہوا اور یہ دیکھنے میں ناکام رہا کہ محض اس وجہ سے کہ اس عدالت نے کچھ دوسرے معاملات میں، ان دوسرے معاملات میں حقیقت کی صورتحال سے نمٹنے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں، مکمل انصاف کرنے کے لیے اپنے بلا شبہ موروثی اور مکمل اختیارات کے مطلوبہ استعمال میں، یہاں تک کہ تکنیکی پہلوؤں کو بھی نظر انداز کرتے ہوئے، عدالت عالیہ، ملک کے فوجداری قوانین کے تحت قانونی اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے، وہی یا اسی طرح کے کام کرنے کے اختیارات یا دائرہ اختیار کو خود سنبھالنے کا متحمل نہیں ہو سکی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ عدالت عالیہ اور ملک کی دیگر تمام عدالتیں اس عدالت کے اعلان کردہ قانون پر عمل کرنے اور اس کا اطلاق کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھیں، لیکن یہ انہیں فیصلے کے تناسب کا پتہ لگانے اور قانون کا پتہ لگانے کی ذمہ داری اور ذمہ داری سے آزاد نہیں کرتا ہے، اگر کوئی ہو تو، اس طرح متعلقہ فیصلے کو احتیاط سے پڑھنے سے اعلان کیا گیا ہے اور اس کے بعد ہی اسے مناسب طریقے سے ان کے سامنے موجود مقدمہ پر لاگو کرنے کے لیے آگے بڑھتا ہے۔ اس تناظر میں غور کیا گیا۔ ہمیں (1997)9 میں رپورٹ کیے گئے فیصلوں سے پتہ نہیں چل سکا۔ ایس سی سی 101 (اوپر) اور (2000)9 ایس سی سی 151 (اوپر) کوئی قانون بیان کیا گیا ہو یا قانون کا کوئی اصول یا سوال طے کیا گیا ہو یا اس میں مقرر کیا گیا ہو اور یہ کہ ان معاملات میں یہ عدالت محض کچھ ہدایات دینے کے لیے آگے بڑھی کہ اس معاملے کو ان خصوصی حالات میں نمٹا جائے جو اس نے دیکھے ہیں اور ان معاملات میں اس عدالت کی طرف سے اس طرح کے تصفیے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ معمول کے معاملے کے طور پر، کسی بھی یا تمام عدالتوں کے سامنے آنے والے تمام مقدمات کو مستقبل کے ایسے تمام مقدمات میں بھی ایک عالمگیر اور غیر متغیر حل کے طور پر نمٹانے کے لیے اسے میکانکی طور پر ایک عمومی فارمولے کے طور پر نہیں اپنایا جا سکتا تھا۔ عدالت عالیہ کے پاس اس سلسلے میں پہلی اپیلٹ کورٹ کے نتیجے میں خلل ڈالنے کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی۔

اس کے علاوہ، ضابطہ فوجداری، 1973 کی دفعہ 433 یہ بھی نافذ کرتی ہے کہ مناسب حکومت، سزا یافتہ شخص کی رضامندی کے بغیر، دیگر چیزوں کے علاوہ، جرمانے کے لیے قیدِ محض کی سزا دے سکتی ہے۔ ریاست پنجاب بنام کیسر سنگھ (اوپر) میں اس عدالت نے، اگرچہ اسی توضیع شق (بی) پر غور کرتے ہوئے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا ہے:" دفعہ 433، سی آر پی سی کا حق سی حکومت کو کسی مناسب معاملے میں مجرم کی سزا کو کم کرنے اور عدالتوں کی طرف سے عائد سزا کی میعاد تاریخ انقضا ہونے سے پہلے اس کی رہائی کا حکم دینے کے قابل بناتا ہے۔ اس کے علاوہ، اگر عدالت عالیہ ایسی ہدایت بھی دے سکتی تھی، تو وہ صرف حکومت کی طرف سے قبل از وقت رہائی کے معاملے پر براہ راست غور کر سکتی تھی اور خود جواب دہندہ کی قبل از وقت رہائی کا حکم نہیں دے سکتی تھی۔ دفعہ

433 سی آر پی سی کے تحت حکومت کے اختیارات کے استعمال میں مضمر ہے اور اسے حکومت کے ذریعے قواعد وضوابط اور قائم کردہ اصولوں کے مطابق استعمال کرنا پڑتا ہے۔ لہذا، عدالت عالیہ کے متنازعہ حکم کو برقرار نہیں رکھا جا سکتا اور اس معاملے میں عدالت عالیہ کے ذریعے منظور کردہ حکم کی نوعیت اور مواد سے الگ رکھا جاتا ہے، یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ ریاستی حکومت کے پاس دفعہ 433(ڈی)، سی آر پی سی کے تحت اختیارات کا استعمال کرنے کے لیے کوئی صوابدیدی یا آزادی نہیں چھوڑی گئی ہے۔ جہاں تک معاملے کا تعلق ہے، نہ صرف عدالت عالیہ نے منتقلی کا فیصلہ کیا تھا بلکہ حکومت کو ایک لازمی ہدایت جاری کی تھی جس میں اس کے پاس کوئی صوابدیدی یا آزادی باقی نہیں تھی، سوائے اس کے کہ عدالت کی طرف سے متعین جرمانے کی رقم کی ادائیگی پر اسے باضابطہ بنایا جائے۔ یہ اور کچھ نہیں بلکہ ایسے اختیارات کو سنبھالنا ہے جہاں عدالت عالیہ کے لیے کوئی نہیں ہے اور جہاں متعلقہ قانون اسے خاص طور پر صرف مناسب حکومت کو سونپتا ہے۔

ہمارا یہ بھی خیال ہے کہ مناسب حکومت بھی، معمول کے مطابق، اپنی میٹھی مرضی، خوشی اور خواہش یا پسند پر اس طرح کے اختیارات کا استعمال نہیں کر سکتی۔ جیسا کہ پہلے مشاہدہ کیا گیا ہے، دفعہ 433، سی آر پی سی کے تحت مناسب حکومت کو دیے گئے اختیارات کا استعمال قوانین اور قائم کردہ اصولوں کے مطابق کیا جانا چاہیے-معقول اور عقلی طور پر، ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو قانون کے مقصد کے لیے معقول اور متعلقہ ہیں جن کے تحت اثباتِ جُرم اور سزا عائد کی گئی ہے، اور معاشرے کے مفادات اور مفادِ عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ کسی عوامی اختیار میں قانون کے ذریعے تفویض کردہ کسی بھی اختیار کے استعمال کو ہمیشہ اعتماد کے طور پر دیکھا جانا چاہیے، اس کے ساتھ ساتھ بڑے عوامی اور سماجی مفاد میں بھی اس کا استعمال کرنا فرض ہے۔ جب متعلقہ مقنّنہ نے کسی دی گئی صورت حال میں کم از کم سزا کے نفاذ کا حکم دینے کا انتخاب کیا ہے، تو مناسب حکومت کے بارے میں ان کی ذمہ داری اور زائد بڑھ جاتی ہے اور دفعہ 433، سی آر پی سی کے تحت طاقت کو بڑی احتیاط کے ساتھ استعمال کرنا پڑ سکتا ہے، بصورت دیگر، قانون سازی ایگزیکٹو کی خواہش پر محض ایک مردہ قانون بن سکتی ہے۔

جو بھی ہو، اس فیصلے کا مطلب کسی ملزم کو پہلے سے دیے گئے فائدے، اگر کوئی ہوں، کو چھیننا نہیں ہوگا، جس کا مقصد پہلے کے فیصلوں پر عمل کرنا ہے، جیسا کہ اس معاملے میں کیا گیا ہے۔ کسی حد تک، ایسا لگتا ہے کہ یہ صورتحال اوپر دیکھے گئے دونوں فیصلوں کے اثرات کی غلط فہمی اور ایسے مقدمات کی رپورٹنگ کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے گویا کہ وہ مستقبل کی رہنمائی کے لیے کوئی مثال ہیں۔ جہاں تک مقدمے کا تعلق ہے، یہ نمائندگی کی گئی ہے کہ ملزم نے عدالت عالیہ میں فاضل جج کی طرف سے مقرر کردہ روپے کی رقم بھیجی ہے اور اس پر غور کرتے ہوئے اور ایسے معاملات جہاں عدالتوں کے ذریعے پہلے ہی احکامات جاری کیے جا چکے ہیں، کم از کم مناسب حکومت متعلقہ ملزم کو راحت فراہم کرنے کے لیے بہتر کام کرے گی۔ اگر کسی بھی صورت میں، حکومت کی طرف سے، اپنی صوابدید پر، ایسا کرنا مناسب نہیں سمجھا جاتا ہے، تو یہ ہمیشہ متعلقہ حکومت کے لیے کھلا ہے کہ وہ یا تو اسی عدالت یا اپیلٹ/ ریویژنل فورم کو احکامات میں ترمیم کے لیے منتقل کرے تاکہ معاملہ مناسب حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے، جسے قانون کے مطابق استعمال کیا جائے۔

اپیل کی اجازت اس حد تک دی جاتی ہے کہ اس پر عمل کرنے کے لیے قانون کے موقف کو واضح کیا جائے اور اوپر

بیان کردہ مزید ہدایات کی روشنی میں اسے نمٹا دیا جائے۔

این جے۔

اپیل منظور کی جاتی ہے۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:22
I am the author of this document